



چلو سکا لو سکا اور  
سمندری ریلو

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM  
RSPK.PAKSOCIETY.COM

ONLINE LIBRARY  
FOR PAKISTAN



PAKSOCIETY1



PAKSOCIETY

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ نئے پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں :-

- ✦ بانی کو الٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں ایلو ڈنگ
- ✦ سیرم کو الٹی پی ڈی ایف فائلز
- ✦ عمران سیریز نامیہ کلیم اور ابنِ مثنیٰ کی مکمل ریح
- ✦ ایڈ فزنی لنکس، لنکس کو میسجنگ کے لئے شریک نہیں کیا جاتا
- ✦ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور ریڈیو امپیل لنک
- ✦ ڈاؤن لوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو ایچ
- ✦ ہر پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پک سے موجود مواد کی چھبگ اور آڈیو پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور معنیوں کی مکتب کی مکمل ریح
- ✦ ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ✦ ویب سائٹ کی آسان ہر ڈائنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ایڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

باعدوب سائٹ ہیں ہر کتاب فورٹ سے بھی ڈاؤن لوڈ کی جا سکتی ہے

- ↩ ڈاؤن لوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں
- ↩ ڈاؤن لوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں جہاں سائٹ پر آئیں اور ایک لنک سے کتاب ڈاؤن لوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرانیں

**WWW.PAKSOCIETY.COM**

Online Library for Pakistan



facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

چلو سب لوگ کا انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ سفر

# چلو سب لوگ اور سب لوگ

منظرہ کلیم ایم اے



یوسف برادرز پاک گیٹ





چلو سک ملوک کو شہزادی گل بانو کے محل میں رہتے  
ہوتے کافی دن گذر گئے تھے اور شہزادی گل بانو نے ان  
دونوں کو اپنے ملک کی خوب میر کرائی تھی۔ چچن چنگو اور  
چنگو کافی دن ہوتے جاچکے تھے مگر اب بھی ان دونوں  
کو کبھی کبھی وہ یاد آ جاتے تھے اور وہ سوچتے کہ  
کاش وہ بھی ان کے ساتھ کسی نئی منہم پر جاتے مگر  
چچن چنگو کے ساتھ مل کر بہاد پھول حاصل کرنے میں  
وہ اتنے تھک گئے تھے کہ اس وقت ان کا ذہن بھی  
آرام کرنے پر آمادہ تھا۔

شہزادی گل بانو نے ان دونوں کی خوب خدمت کی تھی  
اور وہ بھی اُسے اپنی سگی بہن کی طرح چاہتے تھے۔  
شہزادی گل بانو کے والد بادشاہ سلامت بھی ان دونوں

ناشران — اشرف قریشی  
یوسف قریشی  
پرنٹر — محمد یونس  
طبع — ندیم پرنٹرز، روضہ لاہور  
قیمت — ۶ روپے



موتے ہوئے بڑے نرم لہجے میں پوچھا۔  
 بادشاہ سلامت! میرے ساتھ ظلم جوا سے اور چونکہ  
 میں آپ کی رعایا میں سے ہوں اس لئے میں اپنی فریاد آپ  
 کے پاس لے آئی ہوں۔ بڑھیا نے بے اعتدال روتے ہوئے کہا  
 کہ کس نے ظلم کیا ہے تمہارے ساتھ؟ میں بتاؤں۔ ہم  
 زندہ نہیں چھوڑیں گے! بادشاہ نے اور زیادہ متاثر  
 ہوئے موتے کہا۔

بادشاہ سلامت! میں شہر کے شمالی حصے میں سمندر  
 کے کنارے رہتی ہوں۔ میرا شوہر ایک ماہی گیر تھا جو  
 سمندر میں ڈوب کر ہلاک ہو گیا تھا۔ میری ایک ہی بیٹی  
 تھی جو میرے لئے سمندر سے مچھلیاں پکڑتی اور اس  
 سے ہم زندگی گزار رہے تھے۔ دو تین دن ہوتے میری  
 بیٹی سمندر کے کنارے مچھلیاں پکڑ رہی تھی کہ اچانک  
 سمندر میں زبردست طوفان آ گیا۔ اتنی اونچی اونچی لہریں  
 پھیل گئیں کہ اللہ ان۔ میری بیٹی بڑی مشکل سے جان بچا  
 کر جھونپڑی کی طرف بھاگا۔ سمندری طوفان کی ہیبت ناک  
 آوازیں سن کر میں بھی جھونپڑی سے باہر نکل تاکہ اپنی  
 بیٹی کا پتہ کروں۔ اور بادشاہ سلامت! میں نے دیکھا کہ  
 میری بیٹی بڑی تیزی سے جھونپڑی کی طرف بھاگی آ رہی

کی بچہ قد کرتے تھے کیونکہ شہزادی کی صحت یابی  
 ان کی کوششوں کا بھی دخل تھا۔ بادشاہ سلامت نے  
 دونوں کی اتنی عزت افزائی کی تھی کہ وہ دربار عام  
 کے دائرے میں بیٹھتے تھے۔ ان دونوں کو بادشاہ  
 کے دربار عام کا منظر نیچے حد پسند تھا اس لئے وہ  
 روزانہ دربار عام میں باقاعدگی سے جاتے۔

آج بھی دربار عام لگا ہوا تھا۔ درمیان میں انتہائی  
 خوبصورت تخت پر بادشاہ سلامت بیٹھے ہوئے تھے اور  
 اس کے دائیں بائیں نندنگار کرسیوں پر چلوںک ملک بڑھیا  
 تھے۔ چلوںک کے ساتھ والی کرسی پر شہزادی گل بانو بیٹھی  
 تھی۔ فریادی دور دور سے آکر دربار عام میں اپنی فریادیں  
 پیش کرتے اور بادشاہ سلامت انتہائی عدل و انصاف کے  
 ساتھ فیصلے کر رہے تھے کہ سپاہیوں نے ایک بڑھیا کو  
 بادشاہ کے سامنے لاکر کھڑا کر دیا۔

بڑھیا کافی سے زیادہ ضعیف العمر تھی اس کی کر  
 نصف سے زیادہ جھکی ہوئی تھی اور اس کے ہاتھ میں  
 ایک موٹی سی لاشی تھی جس کے سہارے وہ کھڑی تھی  
 کیا بات ہے بڑھی انان! تمہیں کس بدبخت نے  
 تکلیف پہنچائی ہے؟ بادشاہ نے بڑھیا کی حالت سے متاثر

PKSOCIETY



تھی۔ میں قدرے مطمئن ہو گئی مگر دوسرے شے مجھ  
 صدمے کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ بڑھیا نے یہاں تک نفس  
 بتائی اور پھر وہ بُری طرح رونے لگی۔ روتے روتے  
 کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

"صبر کرو بڑھی اماں! کیا تمہاری بیٹی کو سمندری  
 نے اپنی گرفت میں سے لیا؟ مگر اب سوائے صبر کے  
 کیا ہو سکتا ہے؟" بادشاہ نے افسوس زدہ لہجے میں کہا  
 "اگر ایسا ہوتا بادشاہ سلامت! تو پھر مجھے بھی صبر  
 آجاتا مگر۔" بڑھیا پھر بے اختیار رونے لگی۔  
 "مگر کیا؟" بادشاہ نے اپنا اندازہ غلط ہونے پر چونک  
 کر پوچھا۔

"آپ یقین کریں بادشاہ سلامت! میں نے سمندر میں  
 سے ایک بہت بڑھیا اور بہت ناک دیو کو باہر نکلتے  
 دیکھا۔ اس دیو نے کنارے پر قدم رکھا اور پھر وہ تیزی  
 سے میری بیٹی کی طرف لپکا۔ میری بیٹی اس خوفناک  
 دیو سے بے خبر جھونپڑی کی طرف بھاگتی آ رہی تھی کہ  
 چند ہی قدموں پر دیو نے اُسے دلہچ لیا اور میری  
 بیٹی اور میری چیخوں سے بارگرو کا علاقہ گرج اٹھا  
 میں بڑھی ہونے کے باوجود اپنی بیٹی کو بچانے کے

لنے آگے بڑھی مگر وہ دیو میری تڑپتی اور روتی ہوئی  
 بیٹی کو اٹھا کر آٹا ٹانا سمندر میں کود گیا اور چند لمحوں  
 بعد سمندر پرسکون ہو گیا۔ میری بیٹی غائب ہو چکی تھی۔ میں  
 صدمے سے بیہوش ہو گئی۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں  
 روتی پٹی آپ کے پاس فریاد لے کر چل پڑی۔ بادشاہ  
 سلامت! خدا کے لئے میرا مدد کیجئے اور میری بیٹی  
 مجھے واپس دلا دیجئے۔" بڑھیا یہ کہہ کر اور زیادہ زور  
 سے رونے لگی۔

بادشاہ اور پورا دربار بڑھیا کی بات سنکر حیرت سے  
 بت بنا بیٹھا راز کسی کو بڑھیا کی بات کا یقین نہیں  
 آتا تھا۔ مگر بڑھیا جس انداز میں رو رہی تھی اس  
 سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس کی بات سچ ہے۔

"بڑھی اماں! انتہائی حیرت انگیز کہانی سنا ہے تم نے،  
 میں یقین نہیں آتا۔ جہلا سمندر میں سے دیو کا نکلنا  
 اور تمہاری بیٹی کو اٹھا کر سمندر میں کود جانا۔ میں تو  
 سمجھ نہیں آتی کہ ہم کیا سمجھیں۔" بادشاہ سلامت نے لہجے  
 جوئے لہجے میں جواب دیا۔

"بادشاہ سلامت! میں سچ کہہ رہی ہوں۔ اگر آپ کو  
 یقین نہ آئے تو آپ میرے علاقے کے ماہی گروں کو

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM



ہاگر تصدیق کر لیں کئی لوگوں نے یہ منظر دیکھا ہے۔  
بڑھیا تنے کہا۔

اچھا بوڑھی اماں! اگر یہ بات سچ بھی ہے تو ہم  
کیا کر سکتے ہیں۔ سمندری دیو سے تمہاری بیٹی کیسے واپس  
دلائیں۔ جارا زور اپنی رعایا پر تو چل سکتا ہے۔ سمندر  
میں رہنے والے دیوؤں پر نہیں چلتا! بادشاہ سلامت نے  
جواب دیا۔

میں تو آپ کے پاس زیادہ نیکر آئی ہوں۔ اب  
میرے ساتھ انصاف آپ نے کرنا ہے۔ آپ بادشاہ ہیں  
رعایا کی جان و مال اور عزت کے محافظ۔ یہ جان و مال  
لوٹنے والے چاہے آدمی ہوں یا دیو، مجھے اس سے  
کوئی غرض نہیں۔ بڑھیا تنے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں  
جواب دیتے ہوئے کہا۔

بڑھیا کی باتیں شکر بادشاہ اور بھی زیادہ الجھ  
گیا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار ابھر آئے  
اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ وہ بڑھیا کو کس  
حرح معنی کرے۔ اول تو بادشاہ کو بڑھیا کی کہانی  
پر یقین نہیں آ رہا تھا اور اگر وہ یقین کر بھی  
لیتا تو پھر وہ سمندری دیو کا کیا بگاڑ سکتا تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا، اچانک  
چوسک بول پڑا۔

بادشاہ سلامت! ہو سکتا ہے بڑھیا سچ کہہ رہی  
ہو۔ شہزادی گل بانو کے لئے چھوٹا حاصل کرتے ہوئے  
ہمارا بھی دیوؤں سے مقابلہ ہوا تھا۔ دیو واقعی اس  
دنیا میں موجود ہیں اور وہ اگر ایسی حرکتیں کرتے  
رہتے ہیں۔

ٹھیک ہے ہم مانتے ہیں کہ اس دنیا میں دیو  
موجود ہیں مگر تم بتاؤ کہ ہم ایسی صورت میں بڑھیا  
کی کیا مدد کر سکتے ہیں! بادشاہ نے جواب دیا۔

بادشاہ سلامت! ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم منظور بڑھیا  
کی مدد کریں۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم دونوں جہاتی  
اس سلسلے میں اپنی خدمات پیش کرتے ہیں ہم کوشش  
کریں گے کہ بڑھیا کی بیٹی کو اس دیو کے جہنم سے  
چھڑا لائیں۔ چوسک نے ٹوسک کی طرف دیکھتے ہوئے  
کہا اور ٹوسک نے تائید میں سر ہلا دیا۔

مگر تم دونوں سمندری دیو کو کیسے تلاش کر دو گے؟ بادشاہ  
نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔  
"آپ اس بات کی فکر نہ کریں۔ یہ ہمارا کام ہے۔"

۱۰۔ اس کے لئے اہنبائی راجپ ناول بڑھیا "چھوٹا چوسک اور چوسک ٹوسک"

صرف آپ کی اجازت چاہیے! چلوںک نے مسکراتے ہوئے

کہا۔ ہم جہلا تمہیں کیسے روک سکتے ہیں۔ یہ ایک نیک کام ہے اگر تم کر سکتے ہو تو ضرور کرو مگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ تم بڑھیا کی بیٹی کے لئے اپنی جان خطرے میں ڈالو۔ بادشاہ نے کہا۔

بادشاہ سلامت! گستاخی معاف! بیٹی چاہے آپ کی ہو یا بڑھیا کی، ہمارے لئے دونوں برابر ہیں جس طرح آپ کو اپنی بیٹی کے بارے میں خدمت سنا یہی کیفیت اس بڑھیا کی بھی ہوگی اور اگر ہم آپ کی بیٹی کے لئے اپنی جان خطرے میں ڈال سکتے ہیں تو بڑھیا کی بیٹی کے لئے بھی ایسا کر سکتے ہیں! چلوںک نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”اوہ! واقعی تم سچ کہتے ہو۔ ہم شرمندہ ہیں تم ضرور کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں کامیاب کرے۔“ بادشاہ نے ندامت آمیز لہجے میں کہا۔

”شیک ہے، ہم آج سے ہی کوشش کرتے ہیں آپ ہمارے لئے دعا کریں۔“ چلوںک نے کہا۔

”تم اس کام کو کس طرح شروع کرو گے؟“ بادشاہ



نے پوچھا۔

”ہم ابھی اس بڑھیا کے ساتھ اُس جگہ جائیں گے جہاں اس کی بیٹی گم ہوئی تھی اور پھر وہاں سے آگے کیا ہوگا۔ یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔“ چوسک نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے پیسے تمہاری مرضی؟“ بادشاہ نے کندھے اچکھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے بڑھیا کو بتایا کہ چوسک چوسک اس کی مدد کے لئے تیار ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ وہ تمہاری بیٹی کو سمندری دیو کے پنجے سے چھڑا لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ بڑھیا نے یہ سن کر اطمینان کے انداز میں سر ہلایا اور پھر چوسک چوسک کی کامیابی کے لئے دعائیں کرنے لگی۔

بادشاہ سلامت نے بڑھیا کو بیستار انعام و کرام دیا تاکہ وہ اپنی بقایا زندگی اطمینان اور سکون سے گزار سکے۔ بڑھیا بادشاہ کو دعائیں دیتی ہوئی چوسک چوسک کے ہمراہ دیار سے چلی گئی اور بادشاہ نے دربار ختم کر دیا اور شہزادی گل بانو کے ہمراہ اپنے خاص کمرے کی طرف چل دیا۔ وہ چوسک چوسک کے لئے پریشان

تھا مگر شہزادی نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔  
”ابا حضور! آپ فکر نہ کریں۔ میرے بھائی بہت بہادر ہیں۔ وہ ضرور اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔“

خدا کرے ایسا ہی ہو۔ بادشاہ نے جواب دیا اور پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

”گل بانو! ہمیں یہ بھی نخطہ تھا کہ کہیں تم بھی ان دونوں کے ساتھ جانے کی حد نہ کرو اور ہم حیران بھی ہیں کہ تم نے ایسا کیوں نہ کیا۔“

”میں ضرور جاتی آتا حضور! لیکن آپ کو معلوم ہے کہ مجھے بچپن سے ہی سمندر سے بے حد ڈر لگتا ہے اور چونکہ یہاں معاملہ سمندر کا تھا اس لئے میں خاموش رہی۔“ شہزادی نے جواب دیا۔

”ہول، تو یہ بات سچی۔ بہر حال اگر تم کہتی بھی تو تب بھی ہم تمہیں اجازت نہ دیتے کیونکہ ہم تمہیں اپنی آنکھوں سے دور نہیں کر سکتے۔“ بادشاہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور شہزادی بے اختیار مسکرا پڑی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ ضد کر لیتی تو بادشاہ کو بہر حال اجازت دینی ہی پڑتی۔



چنانچہ انہوں نے بڑھیا کو اس کی جھونپڑی میں پہنچا دیا اور خود سمندر کے کنارے چلتے ہوئے دور تک نکل گئے۔ ایک ویران جگہ پر جا کر وہ رُک گئے اور چلوک نے دل ہی دل میں اپنے غلام دیروں کو یاد کیا۔ دوسرے لمحے دونوں دیروں ان کے سامنے کھڑے تھے۔

”علم آقا، دونوں دیروں نے سینے پر ہاتھ بائدھ کر جھکتے ہوئے کہا۔

”سنو! تمہارے دوست ٹوٹا موٹو دلہ نے ہمارے ساتھ دھوکا کیا تھا۔ کیا تمہارے دوست ایسے ہی ہوتے ہیں؟“ اپناک چلوک بول پڑا۔

”ہمیں معلوم ہو گیا تھا میرے آقا، اس کی نیت میں ہمارے جانے کے بعد ہی فتور پیدا ہو گیا تھا اور یہ اچھا بھی ہوا کہ اُس نے اس کی سزا بھی مل گئی۔ ایک دیو نے قد سے شرمندہ رہے میں کہا۔

”اچھا چھوڑو اسے۔ ہم نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تم سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس سمندر میں کونسا دیو رہتا ہے؟“ چلوک نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

چلوک چلوک بڑھیا کے ہمراہ اس جگہ پہنچے جہاں دیو نے سمندر سے نکل کر اس کی بیٹی کو پکڑا تھا۔ انہوں نے ادھر ادھر دیکھا مگر انہیں سمندر میں نہ ہی کوئی جزیرہ نظر آیا اور نہ ہی کوئی ایسی مشکوک چیز۔ ہر طرف سمندر کا پانی ہی نظر آ رہا تھا جو بے حد پرسکون تھا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنے غلام دیروں کو بلا کر ان سے پوچھنا چاہیے۔“ چلوک نے کہا۔

”ہاں! میں نے بھی یہی سوچا ہے مگر بڑھیا کے سامنے نہیں کہیں انہیں نہیں بلانا چاہیے۔ ہم کہیں دُور چلے جاتے ہیں وہاں انہیں بلائیں گے۔“ چلوک نے جواب دیا اور چلوک نے تاکید میں سر ہلا دیا۔

لے۔ اس کیلئے اسے اندھیرت انگیز ناول پڑھیے۔ پھر چلوک اور چلوک کے

وہ انہیں خادماؤں کے طور پر رکھتا ہے اور جب وہ بوڑھی ہو جاتی ہیں تو انہیں ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ دیو نے جواب دیا۔  
"بوساگا کا محل یہاں سے کتنی دور ہے، چلوںک نے سوال کیا۔"

"اس کا محل یہاں سے بہت دور ہے اتنی دور کہ اگر آپ کسی کشتی پر سفر کر کے وہاں پہنچنے کی کوشش کریں تب بھی آپ کو ایک مہینہ لگ جائے گا۔ دیوؤں نے جواب دیا۔  
"مگر یہیں کشتی پر جلنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم یہیں وہاں تک پہنچنا دو۔" ٹوسک نے کہا۔

"میرے آتا، اس سلسلے میں ہم مجبور ہیں ہم زمین کے دیو ہیں اور سمندر پر ہم صرف اس صورت میں اڑ سکتے ہیں جبکہ بوساگا دیو ہمیں اجازت دے اور ظاہر ہے کہ بوساگا سے جب ہم اجازت طلب کریں گے تو اُسے آپ کے متعلق علم ہو جائیگا۔" دیوؤں نے سوزناہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا مطلب، کیا زمینی دیو اور سمندری دیو علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں؟" ٹوسک نے پوچھا۔

"اس سمندر میں، ہم سمجھے نہیں آتا۔ ہمیں تفصیل بتائیے۔" دیوؤں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
اور چلوںک نے بڑھیا کی بیٹی کے ساتھ ہونے والے حادثے کے متعلق تفصیل سے بتا دیا۔

"اوہ! اب ہمیں یاد آ گیا ہے۔ یہ کام سمندری دیو بوساگا کا ہے۔ بڑھیا کی بیٹی یقیناً بیحد خوبصورت ہوگی اور بوساگا دیو کی نظر اس پر پڑ گئی ہوگی اس لئے اس نے اُسے اٹھا لیا۔ اب وہ اس کے محل میں ہوگی۔" ایک دیو نے جواب دیا۔  
"وہ محل کہاں ہے؟" چلوںک نے پوچھا۔

"وہ محل سمندر کے عین درمیان میں ایک جزیرے پر بنا ہوا ہے اور اس جزیرے پر بوساگا دیو رہتا ہے۔ وہ سمندری دیوؤں کا سردار ہے۔ اس کے محل میں بیشمار خوبصورت لڑکیاں ہیں۔ اُسے اس بات کا یقین ہے کہ اس کے محل میں دنیا میں موجود انتہائی خوبصورت لڑکیاں موجود رہیں۔" دوسرے دیو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ ان لڑکیوں کا کیا کرتا ہے؟" ٹوسک نے انتہائی معذرت سے پوچھا۔

ہاں میرے آقا! دیوؤں کی دو قومیں ہیں۔ ایک قوم مستقل سمندر میں رہتی ہے وہ زمین پر صرف اسی صورت میں اڑ سکتے ہیں یا آسکتے ہیں جب وہ پرستان کے شہنشاہ سے اجازت لیں اور دوسری قوم ہم زمینی دیوؤں کی ہے۔ ہم سمندر پر اسی صورت میں اڑ سکتے ہیں جبکہ سمندری دیوؤں کے سردار بوساکا دیو سے اجازت لیں۔ دیوؤں نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اور تو یہ بات سے مگر ہم پھر اس جزیے تک کیسے پہنچیں گے؟ چلوں گے ابھی جوتے بچے میں پوچھا۔

آقا! ہم آپ کی اتنی مدد کر سکتے ہیں کہ آپ کو ایسی کشتی لادیں جو انتہائی تیز رفتاری سے چلتی ہے اور جس کے لئے ہوا کے موافق ہونے یا نہ ہونے کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ ایک دیو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اور! ایسی کشتی کہاں سے ملے گی؟ چلوں گے نے چونک کر پوچھا۔  
آقا! ہم نے دنیا کے دوسرے کونائے پر ایسی

کشتیاں سمندر میں چلتی دیکھی ہیں بلکہ بڑے بڑے جہاز بھی چلتے ہیں۔ سڑکوں پر بھی ڈبے تیز رفتاری سے جاگتے ہیں اور ہوا میں بھی وہ ڈبے تیرتے ہیں۔ دنیا کے دوسرے کونائے کے لوگ بڑی بڑی عجیب و غریب چیزیں بناتے رہتے ہیں۔ دیوؤں نے موزابانہ لہجے میں جواب دیا۔

اور وہ دونوں ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے وہ سمجھ گئے تھے کہ دیو ترقی یافتہ دنیا کی بات کر رہے ہیں۔ ایسی دنیا کی جس سے ان کا تعلق بھی رہا ہے۔ وہ طیاروں اور کاروں کو ڈبے کہا رہے تھے۔

یہ یقیناً کسی لاپنج کی بات کر رہے ہیں! چلوں گے نے کہا۔

ہاں! بالکل ایسی کشتی لاپنج ہی ہو سکتی ہے۔ چلوں گے نے بھی تنہا میں سر ہلا دیا۔

ٹھیک ہے، یہیں وہ کشتی لادو۔ مگر یہ دیکھ لینا کہ کشتی میں وہ ڈوم ضرور موجود ہوں جس میں تیل ہوتا ہے اور جس تیل سے یہ کشتی چلتی ہے۔ چلوں گے نے کہا۔ کیونکہ اُسے خیال آگیا۔

تھا کہ کہیں وہ ایسی لاپنج نہ اڑا لائیں جس میں پٹرول ہی نہ ہو اور وہ ان کے لئے بیکار ثابت ہو۔

”اوہ میرے آقا! ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ وہ ڈرم میں موجود تیل اس کشتی کے سوراخ میں ڈال رہے ہوتے ہیں۔ مگر آپ کو کیسے معلوم ہوا دیوڑوں نے اس بار حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔“  
”ہمیں کیا معلوم ہے اور کیا نہیں معلوم، تم اس بات کو چھوڑو۔ ہمیں جلدی وہ کشتی مہیا کر دو جس میں تیل والا ڈرم موجود ہو۔ اور سونا اس میں کوئی آدمی نہیں ہونا چاہیے۔“ چلو سک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہتر میرے آقا! آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔“  
دیوڑوں نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ غائب ہو گئے۔

”واقعی اس صورت میں ہمیں کوئی جدید ترین لاپنج مل جائے تو ہمارا کام بیحد آسان ہو جائے گا۔“ چلو سک نے دیوڑوں کے جانتے ہی کہا۔  
”کاش ہمارا جہاز ٹھیک جوتا تب ہم اس

سمنڈی دیو کو دیکھتے کہ وہ کسے پانی میں ہے۔“  
چلو سک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”ہاں! تم صبح کہہ رہے ہو۔ بہر حال کہیں نہ کہیں تو جہاز درست ہو ہی جائے گا۔“ چلو سک نے بھی ایک ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔

انہیں وہاں بیٹھے تقریباً آدھا گھنٹہ ہوا تھا کہ اچانک دونوں دیو نمودار ہوئے۔ ان دونوں نے ایک کافی بڑی لاپنج کو ہاتھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔

”ہم اسے لے آئے ہیں آقا! دیوڑوں نے کہا۔“  
”اسے سمنڈر میں رکھ دو۔“ چلو سک نے کہا۔

”نہیں میرے آقا! ہم سمنڈر میں نہیں جا سکتے۔“

ایسا کہیں کہ ہم یہ کشتی یہیں کنارے پر رکھ دیتے ہیں۔ آپ اس پر سوار ہو جائیں تو ہم اسے یہیں سے سمنڈر میں واپس لے دیں گے۔“ دیوڑوں نے تجویز بتائی اور ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

دونوں دیوڑوں نے لاپنج وہیں زمین پر رکھ دی اور وہ دونوں لاپنج میں سوار ہو گئے۔ دیوڑوں نے ایک زور وار جھپکا دیا اور لاپنج تیزی سے گھسٹی ہوئی سمنڈر میں گھسٹی چلی گئی۔

اچھا آتا اب ہمیں اجازت دیوں نے کنا سے  
سے آواز لگا کر کہا۔

ہاں اب تم دونوں جاؤ۔ تمہارے تعاون کا شکریہ  
پلوسک نے جواب دیا اور دونوں دیو غائب ہو گئے۔  
پلوسک نے دیکھا کہ لاپنج کافی بڑی  
تھی۔ اس میں دو آرام دہ کیبن بھی موجود تھے اور  
اس کی مشینری بھی خاص جدید تھی۔ اس کے ساتھ  
انہیں یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ لاپنج میں پٹرول  
پوری طرح بھرا ہوا تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ  
پٹرول کا ایک بڑا ڈیم بھی موجود تھا۔

ان دونوں نے کیبنوں کو چیک کیا تو انہیں ایک  
کیبن میں جدید ترین پستول، ریولور اور حتیٰ کہ ایک  
مشین گن بھی نظر آگئی۔

اوہ! میرا خیال ہے کہ یہ لاپنج سمگلرز کی ہوگی  
تجسباتوں نے اس میں اسلحہ رکھا ہوا ہے۔  
پلوسک نے کہا اور پلوسک نے تاکید میں سر  
ہلا دیا۔

لاپنج کا اچھی طرح سے جائزہ لینے کے بعد  
پلوسک نے اس کا انجن چلا دیا مگر دوسرے لمحے



اس نے فوراً ہی انجن بند کر دیا اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔  
 "کیوں کیا برا؟" ٹوسک نے چونک کر پوچھا۔  
 "ہم نے بوساگا کے جزیرے کا محل وقوع تو پوچھا ہی نہیں۔ یہاں نہ ہو کہ ہم سمندر میں بھٹکتے پھریں اور کسی لہر جزیرے میں پہنچ جائیں۔ ظاہر سے سمندر میں صرف ایک ہی جزیرہ تو نہیں ہوتا۔ چوسک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں! اس بات کا تو ہمیں خیال ہی نہیں آیا۔ ٹوسک نے کہا۔  
 پھر چوسک نے لارنج کو دیس لنگر انداز کیا اور خود پانی میں کود کر تیرتے ہوئے واپس کناسے پر آگئے۔

یہاں آکر انہوں نے پھر دل ہی دل میں غلام دیوؤں کو یاد کیا اور چند ہی لمحوں بعد وہ دونوں دیو نمودار ہو گئے۔  
 "حکم آقا۔ دونوں دیوؤں نے مودبانہ لہجے میں کہا۔  
 "ہمیں بوساگا دیو کے جزیرے کا محل وقوع بتاؤ اس کی کوئی خاص نشانی بتاؤ تاکہ ہم سمندر میں موجود دوسرے

جزیروں میں سے اُسے پہچان لیں۔ چوسک نے کہا۔  
 "ہاں میرے آقا! اس جزیرے کی ایک نشانی تو یہ ہے کہ اس کے آس پاس دور دور تک اور کوئی جزیرہ نہیں ہے۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ اس جزیرے کے درخت علیحدہ قسم کے ہیں۔ اس جزیرے کے درختوں پر کوئی پتہ نہیں لگتا وہ سب پتوں سے خالی ہوتے ہیں بالکل خالی۔ ایک دیو نے جواب دیا۔

"بس ٹھیک ہے۔ یہ نشانی کافی ہے۔ اب ہم اُسے آسانی سے پہچان لیں گے۔" چوسک نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"آقا! ایک بات ذہن نشین کر لیں کہ بوساگا دیو بے حد ظالم اور سفاک دیو ہے اور بیشمار سمندری دیو اس کی رعایا ہیں جو اس کے حکم پر آپ کا ایک لمحہ میں خاندان کر سکتے ہیں اور بغرض حال اگر آپ اس کے دیوؤں سے بچ کر جزیرے میں پہنچ بھی جائیں تب بھی آپ کا کامیاب ہونا انتہائی مشکل ہے۔ بوساگا دیو کا خادم خاص ڈیباو حیرت انگیز قوتوں کا مالک ہے وہ آپ کو یقیناً نعمت کر دیگا۔ ایک دیو نے کہا۔

ڈمبالو کی ماں کی خاطر یہ کڑی شرطیں پوری کر لیں اور دنیا نے ان کی شادی کی اجازت دے دی۔ چنانچہ ڈمبالو اسی شادی کا نتیجہ ہے۔ مگر ڈمبالو کی ماں ڈمبالو کی پیدائش کے وقت ہی مر گئی تھی اور ڈمبالو کے باپ نے اپنی بیوی کے مرنے کے صدمے میں خودکشی کر لی تھی۔ چنانچہ بوساگا دیو نے ڈمبالو کو اپنے پاس رکھ لیا اور تب سے وہ اسی کے پاس رہتا ہے اور اب وہ اس کا خادم خاص ہے۔ دیو نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ادہ! حیرت انگیز بات ہے۔ کیا اس سے پہلے یا بعد میں بھی کسی ایسا ہوا ہے کہ کسی دیو اور آدم زاد عورت کی شادی ہوئی ہو؟ چلوںک نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

نہیں میرے آقا! جب سے یہ دنیا قائم ہوئی ہے یہ پہلی اور آخری مثال ہے۔ وہ شرطیں ہی اتنی کڑی ہیں کہ کوئی دیو انہیں پورا کرنے کی ہمت نہیں کر سکتا۔ نجانے ڈمبالو کے باپ نے یہ شرطیں کیسے پوری کر لیں۔ دیوؤں نے جواب دیا۔

اچھا ٹھیک ہے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ ڈمبالو

بوساگا کا خادم خاص ڈمبالو، کیا وہ کوئی دیو ہے۔ عوسک نے حیرت انگیز لہجے میں پوچھا۔  
نہیں میرے آقا! ڈمبالو دیو نہیں ہے وہ انسان ہے مگر دیوؤں سے زیادہ طاقتور، دیوؤں سے زیادہ خوشنک، اس کی شکل بھی عجیب بیجاگ ہے۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ وہ دیونا انسان ہے اس کے ساتھ ساتھ وہ عجم ذہین بھی ہے اور عجم عیار بھی۔ اس کا باپ ایک دیو تھا اور اس کی ماں آدم زاد عورت ہے۔ دیو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

مگر ہم نے انسانوں اور پریوں کی شادی کے متعلق تو سنا ہے مگر یہ کبھی نہیں سنا کہ کسی دیو نے کسی آدم زاد عورت سے شادی کر لی ہو۔ عوسک نے کہا۔

ہاں! میرے آقا! آپ نے درست سنا ہے۔ دیوؤں کے دیونا نے اس سلسلے میں منع کر رکھا ہے اس لئے عام طور پر دیو آدم زاد عورتوں سے شادی نہیں کرتے۔ مگر جو ایسا کرنا چاہے اسے انتہائی کڑی شرطوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ایسی شرطیں جو بظاہر ناممکن ہیں مگر ڈمبالو کے باپ نے جو ایک بے حد طاقتور دیو تھا

سے بھی بم نیٹ لیں گے۔ اب تم جاؤ۔“ چلو سک  
 نے کہا اور دیو انہیں سلام کر کے غائب ہو گئے۔  
 دیوؤں کے جانے کے بعد وہ دونوں لاپنج میں  
 سوار ہو گئے اور چلو سک نے لاپنج شلٹ کی اور پھر  
 اس کی رفتار تیز کرتا چلا گیا۔  
 لاپنج انتہائی تیز رفتاری سے پانی کا سینہ چرتی ہوئی  
 سمندر میں بڑھتی چلی گئی۔

یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس کے درمیان  
 میں ایک کافی بڑا تخت بیٹھا ہوا تھا۔ تخت انتہائی  
 قیمتی موتیوں سے بنا ہوا تھا۔ کمرے کی دیواروں پر  
 بھی جگہ جگہ قیمتی موتی لگے ہوئے تھے۔ تخت پر  
 ایک ہیبت ناک شکل والا دیو بیٹھا ہوا تھا۔ تخت  
 کے سامنے ایک انتہائی عجیب و غریب دیونا انسان ہاتھ  
 باندھے کھڑا ہوا تھا۔ اس نے صرف زیر جامہ پہنا ہوا  
 تھا۔ اس کا جسم بے حد طاقتور تھا اس کی شکل  
 انتہائی عجیب و غریب تھی وہ سر سے بالکل گنجا  
 تھا اس کے علاوہ اس کے پورے سر پر سونے  
 پڑی ہوئی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے سر  
 پر موجود کھال ڈھیلی ہوئی کیونکہ جیسے ہی وہ دانت



بہنچتا یا زور لگاتا تو اس کے سر کی کھال سمٹ جاتی اور کبھی وہ بالکل سپاٹ ہو جاتی۔ اس کے کان کافی بڑے بڑے تھے اور کانوں کا پھیلا حفر انسانوں کی طرح گول ہونے کی بجائے نوکیلا تھا اس کی آنکھیں بھی بڑی بڑی اور قد سے نوکیلی تھیں اس کی ناک طوطے کی طرح آگے سے مڑی ہوئی تھی اور خاصی لمبی تھی اس کی ٹھوڑی اور گردن کا پھیلا حفر بھی کافی بڑا اور پھیلا ہوا تھا ٹھوڑی اتنی بڑی اور پھیلی ہوئی تھی کہ گردن منظر ہی نہ آتی تھی۔ واڑھی مونچھ نام کی کوئی چیز نہیں تھی بلکہ واڑھی مونچھ تو ایک طرف رہی اس کے پورے جسم پر سر سمیت کہیں ایک بال بھی نہ تھا۔ یہ ڈمبالو تھا بوساگا کا خادم خاص۔ جس کا باپ دیو تھا اور ماں آدم زاد۔

ڈمبالو! کیا وہ حسین لڑکی محل میں آگئی ہے؟ بوساگا نے دانت نکالتے ہنستے پوچھا۔

ہاں سردار! میں نے ایک دیو بیٹا کر اُسے اٹھوا لیا تھا وہ اس وقت محل میں موجود ہے۔ کیا اُسے حاضر کیا جائے؟ ڈمبالو نے بڑے مودبانہ پہلے

میں پوچھا۔

ہاں ڈمبالو! اُسے پیش کرو۔ مگر تمہیں معلوم ہے کہ میں آدم زاد عورتوں کو کس روپ میں دیکھنا پسند کرتا ہوں۔ بوساگا نے بڑے بڑے دانت نکال کر کہیہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

ہاں سردار! ڈمبالو اچھی طرح جانتا ہے۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی مگر وہ لڑکی جب سے آئی ہے مسلسل رو رہی ہے۔ کسی طرح چپ ہی نہیں ہوتی۔ ڈمبالو نے جواب دیا۔

کوئی بات نہیں، مجھے بے بسی سے روتی ہوئی لڑکیاں اور بھی زیادہ اچھی لگتی ہیں۔ میں اسے خود چپ کرا لوں گا۔ تم اُسے پیش کرو۔ بوساگا نے اطمینان سے پُر ہلچے میں جواب دیا۔

بہتر سردار! ڈمبالو نے جواب دیا اور پھر مرد کو تیزی سے اس کمرے سے باہر نکل گیا۔

بوساگا نے سنتے ہوئے اپنے قریب پڑے ہوئے بڑے سے جگ کو جس میں شراب بھری ہوئی تھی اٹھا کر اپنے منہ سے لگا لیا۔

ٹھوڑی دیر بعد بوساگا کو کمرے کے دروازے کے

باہر انسانی چیزوں کی آواز سنائی دی۔ یہ کسی عورت کی آواز تھی جو بڑی طرح رو اور چیخ رہی تھی بوساگا سمجھ گیا کہ ڈمبالو اس لڑکی کے آگے ہے اور پھر چند لمحوں بعد ڈمبالو اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑھیا کی بیٹی شانو کو یوں اپنے طاقتور ہاتھوں میں دبوچا ہوا تھا جیسے کوئی باز چڑیا کو دبوچتا ہے۔ شانو بڑی طرح رو رہی تھی اور نہیں رہی تھی مگر ڈمبالو کی گرفت بے حد مضبوط تھی اس کے علاوہ شانو کے جسم پر ایک کپڑا بھی نہ تھا۔

ڈمبالو نے اُسے بوساگا کے تخت کے سامنے بچھے ہوئے قالین پر پٹخ دیا اور شانو نیچے گرتے ہی بڑی طرح سمٹ گئی۔ اُسے اپنے ننگے پن پر بے حد شرم آ رہی تھی۔ روتے روتے اس کی آنکھیں خون کبوتر کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔

لڑکی کھڑی ہو جاؤ۔ بوساگا نے انتہائی گرجدار آواز میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔  
"نہیں نہیں، خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو۔ مجھے لباس لادو۔ ورنہ میں شرم سے مر جاؤں گی۔" شانو

نے بڑی طرح پچھتے ہوئے کہا۔  
"ڈمبالو! بوساگا نے ڈمبالو سے مخاطب ہو کر سخت بلجے میں کہا۔  
اور ڈمبالو نے آگے بڑھ کر نیچے بیٹھی ہوئی شانو کے لیے لیے ہاں مٹھی میں جکڑے اور ایک جھکے سے اُسے اوپر اٹھالیا۔

شانو چیختی ہوئی کھڑی ہو گئی۔ مگر اب بھی اس نے اپنا جسم سیٹا ہوا تھا۔

"سیدھی کھڑی ہو جاؤ۔" ڈمبالو نے اُسے ہلکا سا تھپتھپ مارتے ہوئے خوفناک بلجے میں کہا۔ بوساگا نے اپنی طرف سے ہلکا سا تھپتھپ مارتا تھا مگر شانو جیسی نرم و نازک لڑکی کے لئے اتنا ہی بہت تھا اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور اس کے منہ سے خون جاری ہو گیا اور خون کی شدت میں وہ اپنا ننگا پن بھی بھول گئی اور سیدھی کھڑی ہو گئی البتہ اس کی آنکھوں سے اب بھی آنسو جاری تھے۔  
"لڑکی! اب سب کچھ بھول جاؤ۔ یہاں سے تم واپس نہیں جاسکتی۔ اگر تم میرا حکم مانو گی تو عیش بردگی ورنہ تم جانتی ہو کہ ہم کتنے طاقتور ہیں۔ ہم

چاہیں تو تمہاری بوٹی بوٹی کر کے چیل کووں کر  
کھلا دیں اور اگر تم نے ہمارا کہا نہ مانا تو  
بوساگا نے انتہائی خوفناک لہجے میں کہا۔ مگر اس  
سے پہلے کہ وہ فقرہ پورا کرتا، ایک دیو تیزی سے  
کہے میں داخل ہوا۔

سردار سردار! دیو نے جھکتے ہوئے کہا۔

کیا بات ہے؟ بوساگا نے چونک کر پوچھا۔

سردار! ایک کشتی ہمارے جزیرے کی طرف آرہی  
ہے۔ اس میں دو لڑکے سوار ہیں۔ وہ ابھی جزیرے  
سے کافی دور ہے مگر اس کا رخ ہمارے جزیرے  
کی طرف ہی ہے۔ آنے والے نے مودیانا لہجے  
میں کہا۔

اوہ! کون بدبخت ہیں وہ، جنہوں نے ہمارے  
جزیرے کی طرف آنے کی جرأت کی ہے انہیں پتھر  
باراد کر دو۔ بوساگا نے تیز لہجے میں کہا۔  
بہتر سردار! آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔ آنے  
والے دیو نے جواب دیا اور سلام کر کے تیزی سے  
واپس مڑ گیا۔

مودیانو! فی الحال اس لڑکی کو لے جاؤ اور لے

بھاؤ کر ہمارا حکم ماننے سے وہ ناملے میں ہے  
گی۔ کشتی کی اطلال نے ہماری طبیعت سکدر کر  
دی ہے۔ اور تم بھی جا کر دیکھو کہ اس کشتی کو  
ڈبو دیا گیا ہے یا نہیں؟ بوساگا نے کہا۔  
بہتر سردار! مودیانو نے کہا اور شانو کو دبوچے  
کرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

بوساگا نے ایک بار پھر شراب سے بھرے ہوئے  
بگ کو اٹھا کر منہ سے لگایا۔

ضروری تھا۔  
 پھر ایک بار جیسے ہی وہ دونوں گرے ان  
 دونوں کی جیبوں سے پستول نکل کر لاپنچ میں گر  
 پڑے اور اسی لمحے ان کی لاپنچ بڑی طرح ڈوبی اور  
 بالکل ایک طرف جھک گئی۔ وہ دونوں تو لاپنچ کے  
 سٹرنگ سے چٹ گئے مگر انہوں نے دیکھا کہ  
 ان دونوں کے پستول کھینچے ہوئے لاپنچ کے کنارے  
 پر پہنچ گئے تھے اور لاپنچ کا وہی کنارہ سمندر کی  
 سطح کے قریب تھا۔

ہمارے پستول، وہ سمندر میں گر پڑیں گے۔ ان  
 دونوں نے وحشت بھرے لہجے میں چیخے ہوئے کہا  
 اور اسی لمحے لاپنچ ایک بار پھر ڈوبی اور اس بار  
 لاپنچ کا دوسرا کنارہ نیچے ہو گیا اور ان کے پستول  
 پھر تیزی سے کھینچے ہوئے ان کے پیروں کے  
 قریب آ گئے۔

ٹوسک! دونوں پستول اٹھا کر اندر کیبن میں رکھ  
 آؤ۔ کہیں یہ سمندر میں نہ جاگریں۔ چوسک نے چیخ  
 کر کہا اور ٹوسک نے جھپٹ کر دونوں پستول اٹھائے  
 اور پھر ڈنگاٹا ہوا تیزی سے اس کیبن میں گھستا چلا

۱۰۔ پستول انہیں کیسے ملے، اس کے بارے میں چوسک ٹوسک بڑبڑاتا ہے۔

چوسک ٹوسک کو سمندر میں سفر کرتے ہوئے  
 تین روز گزار چکے تھے۔ اس دوران وہ مسلسل سفر  
 کرتے رہے تھے۔ جب چوسک سوتا تو ٹوسک لاپنچ  
 چلاتا اور جب ٹوسک سوتا تو چوسک لاپنچ چلاتا۔  
 ابھی انہیں سمندر میں سفر کرتے ہوئے تیسرا روز تھا  
 کہ اچانک وہ ایک سمندری طوفان میں پھنس گئے۔  
 طوفان بے حد شدید تھا۔ اتنا شدید کہ ان کی لاپنچ  
 کسی تھکے کی طرح ڈولنے لگی۔ چوسک ٹوسک نے  
 سنبھلنے کی بے حد کوشش کی مگر توازن برقرار رکھنا  
 بڑا مشکل ثابت ہوا۔ وہ بار بار لہرا کر بیچے گرتے  
 اور پھر اٹھ کر لاپنچ کا اسٹرنگ سنبھال لیتے۔ کیونکہ  
 لاپنچ کا توازن برقرار رکھنے کے لئے اسٹرنگ کا سنبھالنا

اور چلو سک سے دور ہیں اس کے حوالے کر دی۔  
اور لاپنج کا رخ اس جزیرے کی طرف موڑ دیا۔  
"ہاں کوئی جزیرہ ہے۔ کافی بڑا ہے یہ۔" ٹوسک  
نے دُورین میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ کیا، یہ تو دیو لگ رہے ہیں۔ اچانک  
چلو سک نے چیختے ہوئے کہا اور ٹوسک نے بوکھلا  
کر دُورین اپنی آنکھوں سے بٹائی اور دائیں طرف  
دیکھنے لگا جدھر چلو سک دیکھ رہا تھا اور پھر اس  
نے دیکھا کہ واقعی دو بڑے بڑے دیو ہاتھوں میں  
بڑے بڑے پتھر اٹھائے آسمان پر اڑتے ہوئے تیزی  
سے ان کی لاپنج کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔  
"چلو سک! جلدی سے پستول لے آؤ۔ یہ دیو پتھر  
مار کر لاپنج کو ڈوبنا چاہتے ہیں۔ جلدی کرو۔" چلو سک  
نے چیخ کر ٹوسک سے کہا۔ اور ٹوسک بھاگتا ہوا  
کیبن کی طرف بڑھا۔

چند لمحوں بعد ٹوسک دو پستول اٹھائے باہر آیا  
اور اس نے ایک پستول چلو سک کے ہاتھ میں پکڑا  
دیا۔ اس وقت دونوں دیو ان کی لاپنج کے اوپر  
پہنچ گئے تھے۔

گیا جس میں اسلحہ موجود تھا۔ چونکہ یہ اسلحہ ایک  
بڑے سے صندوق میں رکھا ہوا تھا جو لاپنج کے  
فرش کے ساتھ میٹوں سے جڑا ہوا تھا اس لئے  
ٹوسک نے سوچا کہ پستول اس صندوق میں محفوظ  
رہیں گے۔ چنانچہ اس نے صندوق کا ڈھکنا کھولا اور  
پستول اس میں رکھ کر ڈھکنا مضبوطی سے بند کر  
دیا۔ اب وہ مطمئن تھا چنانچہ وہ پھر باہر آ گیا اور  
لاپنج کا توازن سنبھالنے میں چلو سک کی مدد کرنے لگا۔  
تقریباً دو گھنٹے بعد طوفان کی شدت ختم ہو گئی  
اور آہستہ آہستہ سمندر پرسکون ہوتا چلا گیا۔

"خدا کی پناہ، کتنا خوفناک طوفان تھا۔ اللہ تعالیٰ  
نے مہربانی کر دی کہ لاپنج بچ گئی۔" ٹوسک نے  
کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! واقعی بڑا خوفناک طوفان تھا۔" چلو سک نے  
کہا اور پھر لاپنج میں موجود دُورین اٹھا کر دیکھنے  
لگا اور پھر اچانک وہ چونک پڑا۔

"جزیرہ، مجھے دور ایک جزیرہ نظر آ رہا ہے۔"  
چلو سک نے چیخ کر کہا۔  
"دکانا مجھے۔" ٹوسک نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا

"فائر کرو فائر، وہ پتھر پھینکنے والے ہیں۔ چلوںک نے چیخ کر کہا اور اس نے لاپنج کی رفتار یکدم تیز کر دی اور اس کے ساتھ ہی اس نے بھی چلوںک کے ساتھ پستول کا رخ ان دیوؤں کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔

جیسے ہی ان دونوں نے پستولوں کے ٹریگر دبانے دو زبردست دھماکے ہوئے اور ان کے پستولوں سے شعلوں کی بجائے گولیاں نکل کر اوپر دیوؤں کی طرف بڑھیں۔

"ارے یہ کیا، یہ تو ہمارے پستول نہیں ہیں۔" دونوں کے حلق سے بے اختیار آواز نکلی۔

"مارو مارو فائر کرو۔ اب اپنے پستول اٹھانے کا وقت نہیں ہے۔" چلوںک نے چیخ کر کہا اور پھر انہوں نے نسل ٹریگر دبانے شروع کر دیئے ان کے پستولوں سے گولیاں نکلتی رہیں دھماکے ہوتے رہے مگر ایک بھی گولی دیوؤں کو نہ لگی۔

دیو ہاتھوں میں بڑے بڑے پتھر اٹھائے مسلسل ان کی لاپنج پر پرواز کرتے رہے۔ پھر اچانک ایک دیو کے ہاتھ میں تھاما ہوا چٹان نما پتھر اس کے

ہاتھوں سے نکل کر سیدھا لاپنج کی طرف آیا۔ اگر چلوںک چلوںک دونوں سمجھ گئے تھے کہ اگر ایک بھی پتھر ان کی لاپنج پر گر پڑا تو ان کی لاپنج کے پرچھے اڑ جائیں گے۔ چنانچہ جیسے ہی دیو نے پتھر پھینکا چلوںک نے لاپنج کی رفتار کو یکدم

تیز کرتے ہوئے انتہائی پھرتی سے اس کا رخ بال بال دیا اور لاپنج اس پتھر کی زد سے بال بال بچ گئی اور یہ بھی قدرت کی طرف سے ایک ایسا ایسا ہی تھی کہ دیو کے پتھر پھینکنے سے چلوںک نے لاپنج موڑی اور اگر چلوںک لاپنج نہ موڑتا تو سمندر میں سے ابھرے ہوئے خونخوار اژدہ نے یقیناً چلوںک کو ڈس لینا تھا۔ پتھر تیر کی طرح ایک دھماکے سے اژدہ کے سر پر لگا اور سمندر میں غائب ہو گیا۔

ابھی چلوںک نے بڑی مشکل سے لاپنج کو سنبھالا تھا کہ دوسرے دیو نے نشانہ تاک کر پتھر لاپنج پر پھینک دیا۔

چلوںک نے اس کے پتھر گراتے ہی لاپنج کا ایک ٹپن دیا اور لاپنج بجائے آگے بڑھنے کے

بجائے سیدھے سمندر میں جاگرے۔ مگر وہ چونکہ سمندری دیوتے تھے اس لئے سمندر میں گرتے ہی انہوں نے تباہی کھائی اور پھر وہ تیر کی طرح پانی پر تیرتے ہوئے لاپنج کی طرف بڑھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ لاپنج کو ہاتھوں سے پکڑ کر الٹ دیں گے اور ہونا بھی ایسے ہی تھا مگر چلوک نے انتہائی پھرتی سے لاپنج کا سٹیئرنگ کمانا اور وہ لاپنج کو ان کی زد سے بچا کر لے جانے میں کامیاب ہو گیا مگر وہ دونوں دیوتے بھی بے حد پھرتیلے تھے انہوں نے بھی انتہائی تیزی سے رخ بدلا اور پھر لاپنج کی طرف چھلانگ لگا دی۔

اب اس بات کا موقع نہ تھا کہ چلوک لاپنج کو بچاتا اس لئے اس نے دوسرا دائرہ کھینچا اور لاپنج کی رفتار انتہائی تیز کر کے اسے سیدھا دیوؤں کی طرف لے جاتا گیا۔ لاپنج رائل سے نکلنے والی گولی کی طرح ان دونوں دیوؤں کی طرف بڑھی اور پھر ایک دیوتے نے تو غوطہ مار کر اپنی جان بچا لی مگر دوسرا دیوتہ بروقت غوطہ نہ لگا سکا اور لاپنج انتہائی تیز رفتاری سے تیرتی ہوئی پوری

یکدم ایک جھٹکا کھا کر پیچھے کی طرف مٹی اور یہی ان کے لئے بہتر جو کیونچ دیو نے پتھر عین اس جگہ پر پھینکا تھا جہاں اسٹیئرنگ تھا اور اگر چلوک لاپنج کو آگے کی طرف بڑھاتا تو یقیناً پتھر کیسٹوں کے اوپر پڑتا اور یقیناً لاپنج تباہ ہو جاتی۔ چونکہ اسٹیئرنگ کے بعد لاپنج کا صرف منہ آگے تھا اس لئے جب لاپنج تیزی سے پیچھے مٹی تو پتھر لاپنج پر پڑنے کی بجائے اس کے آگے گرا اور لاپنج پتھر جانے کے باوجود بھی پتھر سے پیدا ہونے والی لہروں کی زد میں آکر لٹو کی طرح ٹھنک گئی۔ اور چلوک چلوک دونوں نے اسٹیئرنگ سے چمٹ کر بڑی مشکل سے لاپنج کا توازن برقرار رکھا۔

جیسے ہی لاپنج سیدھی ہوئی۔ دونوں دیو جو لاپنج کے اوپر اڑ رہے تھے، بجلی کی سی تیزی سے لاپنج پر بچھٹے۔ اپنے نشانے خطا ہو جانے پر وہ بے حد غصے میں تھے۔ مگر اب چلوک چلوک ان کی زد میں کیسے آتے تھے۔

چلوک نے انتہائی تیزی سے لاپنج کا رخ اس طرح موڑا کہ وہ دونوں دیو لاپنج پر آنے کی

فوت سے دیو کے سینے سے نکلائی اور دیو کے منہ سے ایک خوفناک چیخ نکلی اور وہ لاپنج کے ساتھ ہی پانی میں دوڑ کر گھسٹا چلا گیا۔ لاپنج کے تیز کندوں نے دیو کا سینہ پھاڑ دیا تھا اور پھر جب چلوک نے لاپنج کا رخ موڑا تو دیو کی لاش پانی پر تیرتی ہوئی دور نکستی چلی گئی۔ اس جگہ کا پانی دیو کے خون سے سرخ ہو گیا تھا۔ دوسرا دیو جس نے پانی میں غوطہ مار کر اپنی جان بچائی تھی۔ کافی دور جا کر پانی میں سے سر نکالا اور چلوک نے ایک بار پھر اس کی طرف لاپنج کو موڑ دیا۔ مگر وہ پھر غوطہ لگا گیا۔ شاید وہ لاپنج سے خوفزدہ ہو چکا تھا۔

اسی دوران لوک بھاگتا ہوا کہیں میں گیا اور اس نے صندوق کھول کر اپنے پستول ڈھونڈنے شروع کر دیئے۔ ڈھونڈنے کے بجکوں کی وجہ سے ان کے پستول باقی پستولوں میں مل گئے تھے اور پہلے جلدی میں لوک دوسرے پستول اٹھا کر لے گیا تھا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد اُسے اپنے پستول مل گئے اور وہ انہیں لے کر کہیں سے باہر آ گیا۔

دوسرے دیو اور لاپنج کے درمیان ابھی تک آٹک چھوٹی ہاری تھی۔

لوک نے لاپنج کا کندہ ایک ہاتھ سے پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے پستول سمندر کی طرف تان کر دیو کے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔

پھر جیسے ہی دیو نے دوبارہ پانی سے سر باہر نکالا۔ لوک نے پھرتی سے ٹریج دبا دیا۔ اس کے پستول سے سرخ شعلہ نکلی اور ایک زبردست دھماکہ سے دیو کی کھوپڑی ہزڑوں ہزڑوں میں تبدیل ہو گئی اور سمندر کا پانی اس کے خون سے سرخ ہو گیا۔ اور چند لمحوں بعد اس کی لاش پانی پر تیرنے لگی۔ بے سر کی لاش۔

”اوہ! اللہ نے بچایا، بڑا خوفناک حملہ کیا تھا انہوں نے“ چلوک نے اطمینان کی سانس لیتے ہوئے کہا۔  
”اب اس بات کا تو یقین ہو گیا کہ واقعی یہ جزیرہ بوساگا کا ہے“ لوک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”ہاں! اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ دیو کبھی بھی ہم پر حملہ نہ کرتے“ چلوک نے کہا۔



مگر چلوک! یہ تو ابتدائی حملہ تھا ظاہر ہے  
جزیرے پر تو بشمار دیو ہوں گے۔ ہم کس طرح  
جزیرے پر پہنچیں گے؟ چلوک نے کچھ سوچتے ہوئے  
پوچھا۔

اللہ مالک ہے۔ چلوک نے لاپرواہی سے کہا  
اور پھر لاپنج کا رخ تیزی سے جزیرے کی طرف  
موڑ دیا۔ لاپنج خاصی تیز رفتاری سے جزیرے کی طرف  
بڑھتی چلا گئی۔ جزیرہ اب بڑا نظر آنے لگا گیا  
تھا اور انہوں نے دیکھا کہ واقعی جزیرے پر موجود  
دخت پتوں سے بالکل خالی تھے۔

پھر جیسے ہی ان کی لاپنج جزیرے کے قریب  
پہنچی۔ انہوں نے دیکھا کہ بیشمار دیو ہاتھوں میں بڑے  
بڑے نیزے پکڑے دیوار کی صورت میں سال پر  
کھڑے ہوئے تھے۔

چلوک نے دور سے ہی لاپنج کا رخ جزیرے  
کی دوسری سمت موڑ دیا۔ مگر ادھر بھی دیو موجود  
تھے۔ پھر ان کی لاپنج نے پائے جزیرے کا چوڑے  
ساکٹ لیا مگر ہر طرف انہیں دیو قطار در قطار کھڑے  
نظر آتے۔

اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ پتوں  
استعمال کئے جائیں؟ چلوک نے ایک طویل سانس لیتے  
ہوئے کہا اور پھر اس نے لاپنج کی رفتار تیز کی  
اور ان کی لاپنج خاصی تیز رفتاری سے جزیرے کی  
طرف بڑھنے لگی۔

دیو بڑے اطمینان سے کھڑے تھے۔ جیسے انہیں  
پرہاہ ہی نہ ہو۔

نار۔ چلوک نے بیخبر کہ کہا اور چلوک نے جو  
اپنے پتوں کا رخ پہلے ہی دیوؤں کی طرف کئے  
ہوئے تھا ٹریگر دبا دیا۔

چلوک نے بھی اسٹریک کو ایک ہاتھ سے سنبھالا  
اور دوسرے ہاتھ سے نار کھول دیا۔ وہ دونوں پتوں  
کو دائیں بائیں حرکت دے رہے تھے اور انہوں  
نے ٹریگر سس دیا رکھے تھے۔

پھر سال پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ پتوں سے  
لگنے والی شعاعوں سے زبردست دھماکے پیدا ہوئے  
اور دیوؤں کے جسموں کے ٹکڑے اڑ کر فضا میں  
بکھرنے لگے۔

چند دیوؤں نے انہیں نیزے مارنے کی کوشش

کی مگر بے حد۔ چوسک عوسک کے لپتوں نے چند ہی لمحوں میں میدان صاف کر دیا اور اسی لمحے لاپنج کانسے سے جاگئی۔

چوسک نے انتہائی پھرتی سے لنگ پھینکا اور پھر وہ دونوں چھلانگیں مار کر جزیرے پر چڑھ گئے۔ وہ انتہائی چونکے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے اور محنت حلقے سے بچنے کی خاطر ان دونوں نے اپنے آپ کو درختوں کے تنوں کی آڑ میں چھپا لیا۔ بڑا تھا مگر جزیرے پر ہر طرف سکون ہی سکون تھا۔ کہیں کوئی حرکت نظر نہیں آرہی تھی۔ آگے بڑھو، ہم کب تک یہاں چھپے رہیں گے۔ چوسک نے کہا اور پھر وہ درختوں کی آڑ لیتے ہوئے جزیرے کے اندر بڑھتے چلے گئے۔



میں ٹہلنے لگا۔ اور ابھی اسے وہاں ٹہلتے ہوئے  
 ٹھوڑی سی چیر ہوئی تھی کہ اچانک کان پھاڑ دھاکوں  
 کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی دیروں  
 کی چبڑوں نے پورے جزیرے کو لرزا دیا۔  
 ڈمبالو بھاگتا ہوا اپنے محل سے باہر نکل آیا  
 اور دوسرے محلے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ  
 مندر کی طرف سے سرخ شعاعیں آئیں اور زبردست  
 دھماکوں کے ساتھ دیروں کے جسموں کے پرچھے اڑ  
 جاتے۔ باقی دیو خوفزدہ ہو کر جزیرے کے اندر کی طرف  
 بھاگتے چلے گئے۔

"حیرت انگیز، انتہائی حیرت انگیز" ڈمبالو نے بڑبڑاتے ہوئے  
 کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے بوساگا کے محل کی  
 طرف بھاگتا چلا گیا۔ محل کے دروازے پر ہی اس  
 کا کھواڑ بوساگا سے ہو گیا جو وحشت کے عالم میں  
 باہر بھاگا چلا آ رہا تھا۔  
 "یہ کیا ہو رہا ہے ڈمبالو۔ یہ دھماکے اور دیروں  
 کی چبڑیاں یہ سب کیا ہے؟" بوساگا نے پوچھتے  
 ہوئے کہا۔  
 "میں اسی کے متعلق آپ کو بتانے آ رہا تھا۔ ڈمبالو

ڈمبالو کو جب اطلاع ملی کہ وہ دونوں دیو  
 جو لاپنج پر پتھر پھینکنے گئے تھے ہلاک ہو گئے  
 ہیں تو ایک محلے کے لئے وہ حیرتزدہ رہ گیا۔  
 کیونکہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ  
 کوئی آدم زاد دیروں کو ہلاک کر دے۔  
 "وہ اب جزیرے کی طرف بڑھے چلے آئے ہیں۔  
 ایک دیو نے اگر ڈمبالو کو اطلاع دی۔

"ٹھیک ہے۔ انہیں زندہ گرفتار کیا جاتے ہیں دیکھنا  
 چاہتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے دیروں کو کس  
 طرح ہلاک کیا ہے۔" ڈمبالو نے حکم دیا اور دیو تیزی  
 سے باہر چلا گیا۔  
 ڈمبالو غصے سے بیچ و تاب کھتا ہوا اپنے کمرے

ہوا اس طرف بڑھا جدھر دھماکے ہوئے تھے۔  
 تھوڑی دور جا کر ڈمبالو ایکدم کسی خیال سے ٹھٹھک  
 کر رک گیا۔ اُسے خیال آیا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ  
 اس کا اچانک ان آدم زادوں سے سامنا ہو جائے  
 اور وہ اُسے بھی دوسرے دیوؤں کی طرح پراسرار انداز  
 میں ہلاک کر دیں۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آخر وہ  
 کس طرح دیوؤں کو ہلاک کرتے ہیں۔

یہ سوچ کر وہ تیزی سے ایک درخت پر  
 چڑھتا چلا گیا۔ کافی اونچائی پر جا کر اُسے وہ دونوں  
 آدم زاد دور سے جزیرے کی طرف آتے نظر آگئے۔  
 وہ دونوں درختوں کی آڑ لیتے ہوئے آگے بڑھ رہے  
 تھے۔ ان کے ہاتھوں میں دو ننھی ننھی کھڑیاں سی  
 پکڑی ہوئی تھیں۔

اور پھر اسی لمحے کسی طرف سے مین دیو ان  
 پر بھینٹے۔ مگر ڈمبالو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ  
 دیوؤں کو دیکھتے ہی انہوں نے اپنے ہاتھوں میں  
 پکڑی ہوئی کھڑیاں سیدھی کیں۔ اور پھر ان کی کھڑیوں  
 سے سرج رنگ کی لہریں سی نکلیں اور تینوں دیوؤں  
 کے جسم ہزاروں ٹکڑوں میں بٹ گئے اور ان کے

نے جواب دیا اور پھر اس نے بوساگا کو پارٹی  
 تفصیل بتا دی۔

اوہ! اس کا مطلب ہے کافی خطرناک لوگ ہیں  
 یہ۔ بوساگا نے پریشان کن لہجے میں کہا۔  
 جی ہاں میں اسی لئے انہیں زندہ پکڑنا چاہتا ہوں  
 کہ اس راز کے بارے میں معلوم کر سکوں کہ انہوں  
 نے کس طرح ہمارے اتنے دیوؤں کو ہلاک کر دیا۔ ڈمبالو  
 نے جواب دیا۔

مگر ڈمبالو! ایسا نہ ہو کہ تم انہیں زندہ پکڑنے  
 کے چکر میں ہی رہو اور وہ ہمارے جزیرے کو ہی  
 تباہ کر دیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ ان کا خاتمہ کر دو۔  
 بوساگا نے کہا۔

آپ فکر نہ کریں سردار! وہ اب مزید نقصان نہیں  
 پہنچا سکیں گے۔ ڈمبالو نے اطمینان سے پُر لہجے  
 میں کہا۔

اچھا تو ٹھیک ہے۔ جیسے تمہاری مرضی۔ بوساگانے  
 ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور واپس محل میں  
 چلا گیا۔

بوساگا کی اجازت ملتے ہی ڈمبالو تیزی سے بھاگتا

یہ کہ ٹوسک کی پیچ ٹسکر چوسک پٹا ، ڈمبالو نے ٹوسک کو چوسک پر پھینک دیا اور چوسک ٹوسک سے ٹکرا کر نیچے گر پڑا اور اس اچانک جھکے کی وجہ سے اس کے ہاتھ سے پستول نکل کر دور جاگرا۔ ڈمبالو نے جھپٹ کر وہ پستول بھی اٹھا لیا۔

اب چوسک ٹوسک نہتے کھڑے تھے۔ ڈمبالو چند لمحوں تک بلند ان پستولوں کو دیکھتا رہا پھر اس نے ان دونوں کو ایک ہاتھ میں کپڑا اور ان دونوں کی طرف بڑھنے لگا۔

چوسک ٹوسک پھرتی سے دائیں بائیں ہٹتے چلے گئے۔ وہ جسمانی طور پر ڈمبالو کا تو مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ البتہ پھرتی اور چالاک سے وہ شاید اُسے مار گراتے اور اب ان دونوں کے لئے ایسا کرنا ضروری ہو گیا تھا کیونکہ ان کے پستول بھی اس کے قبضے میں تھے۔

ڈمبالو نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے چوسک کو جھپٹا لیا۔ مگر چوسک انتہائی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا اور ڈمبالو اپنے ہی زور میں گھومتا

ساتھ ساتھ دو درخت بھی نیچے آگے۔ یہ وہ درخت تھے جن پر سرخ رنگ کی لہریں پڑی تھیں۔  
”ہوں! تو یہ سارا کھیل ان ککڑیوں کا ہے۔ ڈمبالو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحوں کے درخت پر بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ پھر تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ درخت سے نیچے اتر کر وہ کبھی درختوں کی آڑ لیتا ہوا ان کی طرف بڑھتا چلا گیا مگر وہ سیدھا ان کی طرف نہیں جا رہا تھا بلکہ ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ ان کی پشت پر آگیا اور پھر دبے پاؤں آگے بڑھتا چلا گیا۔

چوسک ٹوسک دونوں ابھی تک درختوں کی آڑ لیتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے اب وہ تقریباً جزیب کے درمیان میں پہنچ چکے تھے اور بوساگا کے محل کے قریب پہنچنے والے تھے۔

ڈمبالو ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ پھر اچانک اسے موقع مل گیا اور اس نے چھوٹا لگائی اور ٹوسک کو یکدم اپنے دونوں ہاتھوں سے دبوچ کر اٹھا لیا۔ اس نے ٹوسک کو پکڑتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اس کے ہاتھ سے وہ ککڑی چھینی۔ اور پھر اس سے

راٹھنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ دوسرے لمحے وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا تھا۔ ادھر ملوسک بیچارے کا بُرا حال تھا۔ ڈمبالو نے اسے بھی ایک تھپڑ مارا تو اس کی گردن پر ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس کے دماغ پر بھی اندھیرے چھاتے پڑے گئے۔ وہ بے ہوش ہو کر اس کی بغل میں ہی لگتا چلا گیا۔

ڈمبالو نے اسے بیہوش ہوتے دیکھ کر اُسے زمین پر رکھا اور پھر آگے بڑھ کر ملوسک کو بھی اٹھا لیا اور پھر اُسے اٹھا کر اس نے اُسے بھی ملوسک کے قریب لٹا دیا اور پھر ڈمبالو نے مخصوص انداز میں زور سے نعرہ لگایا۔

ڈمبالو کے نعرہ لگاتے ہی دس بارہ دیو ہاتھوں میں نیزے پکڑتے اس کی طرف بھاگتے چلے آئے۔ ان دونوں کو اٹھا کر میرے پیچھے آؤ۔ ڈمبالو نے فریاد بلجے میں کہا۔

دو دیوؤں نے چلوںک ملوسک کو اٹھالیا اور ڈمبالو ہاتھ میں پکڑے ہوئے پستولوں کو غور سے دیکھتا ہوا برساکا کے محل کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ دیکھ رہا

چلا گیا۔

اُسی لمحے ملوسک تیزی سے آگے بڑھ کر ڈمبالو کی پشت پر آیا اور پھر اس نے ڈمبالو کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پستول پھینکنے چاہے مگر ڈمبالو بیحد ہوشیار تھا۔ وہ تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے ملوسک اس کی گرفت میں آ گیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے ملوسک کو اپنی بغل میں دبا لیا۔ ملوسک بیچارے کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ ڈمبالو کی بغل میں اس کا دم گھٹتا چلا جا رہا تھا۔

چلوںک نے جیسے ہی ملوسک کی چیخ سنی۔ وہ بھی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے اچھل کر زور سے ڈمبالو کے پیٹ میں ٹھکر مارنے کی کوشش کی مگر کیا پتلی اور کیا پتلی کا شور بہا۔ بھلا چلوںک کی ہنر کا ڈمبالو پر کیا اثر ہونا تھا ڈمبالو نے زور سے ہاتھ کو حرکت دی اور چلوںک کے منہ پر زور کا تھپڑ پڑا اور وہ بے چارہ چیخ مار کر سین چار فٹ دور جا گیا۔

تھپڑ کچھ اس قوت سے پڑا تھا کہ چلوںک بیچارے کے دماغ پر اندھیرا سا چھا گیا۔ اس نے سر جھٹک

ڈبلاو سیدھا بوساگا کے کمرے کی طرف بڑھتا

چلا گیا۔  
 کیا ہوا ڈبلاو؟ کیا وہ آدم زاد پکڑے گئے؟ بوساگا نے اسے دیکھتے ہی چیخ کر پوچھا۔  
 "ہاں سردار! میں انہیں پکڑ لایا ہوں۔ ڈبلاو نے مسکرتے ہوئے فخریہ لہجے میں جواب دیا۔  
 "ادہ کہاں ہیں۔ میرے سامنے پیش کرو۔ بوساگا نے اطمینان کی سانس لیتے ہوئے کہا۔

"انہیں اندر لے آؤ۔ ڈبلاو نے چیخ کر کہا۔ اور پھر دو دیو کمرے میں داخل ہوئے انہوں نے بیہوش چلوںک ٹولک کو اٹھایا ہوا تھا۔ پھر ڈبلاو کے اشارے پر انہوں نے ان دونوں کو بوساگا کے سامنے زمین پر ڈال دیا۔

"ہوں! یہ ہیں وہ آدم زاد، جنہوں نے میرے بیٹھار دیو مار ڈالے ہیں۔ بوساگا کے لہجے میں حیرت تھی۔  
 "ہاں سردار! ڈبلاو نے جواب دیا۔

"مگر مجھے یقین نہیں آ رہا۔ یہ تو اتنے مخمق ہیں کہ اگر میں پھونک مار دوں تو یہ اڑتے ہوئے سمندر پار جا گریں۔ بوساگا نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

تھا کہ آخر ان عجیب و غریب چیزوں میں کیا چیز بھری ہوئی ہے جن سے دیو مر جاتے ہیں پھر اس کی انگلی ایک پستول کے ٹریگر پر جمی اور اس نے جیسے ہی انگلی کو حرکت دی۔ پستول میں سے شعاع نکلی اور ایک طرف سے آنے والے ایک دیو پر پڑی۔ جیسے ہی شعاع دیو پر پڑی ایک دھماکہ ہوا اور دیو کے جسم کے پرچھے اڑ گئے۔ اور باقی دیو پیٹختے ہوئے دور بھاگ گئے۔

ڈبلاو نے سر ہلایا۔ اب وہ ان پستولوں کی ٹھیکیک سمجھ گیا تھا۔ اس نے تجربے کے طور پر اس کا رخ ایک درخت کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا ٹریگر دبتے ہی اس میں سے سرخ شعاع نکل کر درخت پر پڑی اور درخت ایک دھماکے سے زمین بوس ہو گیا۔

حیرت انگیز، انتہائی حیرت انگیز! ڈبلاو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

جلد ہی وہ بوساگا کے محل میں داخل ہو گیا۔ محل میں داخل ہوتے ہی اُسے اطلاع ملی کہ بوساگا اپنے خاص کمرے میں اس کا انتظار کر رہا ہے۔

نے زندگی میں پہلی بار دیکھی تھیں اور اس کا  
تجسس جاگ اٹھا تھا اور ایسا ہونا بھی چاہیے  
تھا۔ کیونکہ بہر حال اس کی ماں آدم زاد تھی اور  
تجسس آدم زادوں کی ہی خصوصیت ہوتی ہے۔

اسی بات پر میں خود حیران ہوں۔ میں چاہتا  
ہوں سردار! آپ انہیں میرے حوالے کر دیں تاکہ  
میں یہ راز سمجھ سکوں۔ ڈمبالو نے کہا۔  
ٹھیک ہے۔ ان سے یہ راز ضرور سمجھو اور کل  
انہیں پھر میرے سامنے پیش کرنا۔ میں ان سے خود  
بھی بات چیت کرنا چاہتا ہوں۔ بوساگا نے کچھ سرپتے  
ہوتے کہا۔

ٹھیک ہے سردار! میں کل نہ صرف انہیں آپ  
کے حضور پیش کروں گا بلکہ وہ راز بھی اس وقت  
مجموع میں معلوم کر لوں گا۔ ڈمبالو نے کہا اور پھر  
اس کے اشارے پر دیوڑوں نے دوبارہ انہیں اٹھایا  
اور ڈمبالو کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر  
نکل آئے۔

ڈمبالو کے ہاتھ میں اب بھی پستول پکڑے ہوئے  
تھے۔ بوساگا نے انہیں دیکھا ضرور تھا مگر نہ ہی  
اس کے بارے میں ڈمبالو سے بوساگا نے کچھ پوچھا  
تھا اور نہ ہی ڈمبالو نے خود بتایا تھا وہ دراصل  
ان پستولوں کے بارے میں مزید پوچھ گچھ کرنا چاہتا  
تھا کیونکہ ایسی حیرت انگیز اور خوفناک چیزیں اس



تم اس جزیرے میں کیوں آئے تھے؟ ڈمبالو کی  
بڑی نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔  
بڑھیا کی بیٹی کو چھڑانے جسے سمندری دیو اٹھا  
کر لیا تھا۔ چلو سک نے جواب دیا۔  
"اوہ! تو تم اس لڑکی کی خاطر آئے ہو۔ کیا  
وہ لڑکی تمہاری بہن ہے؟" ڈمبالو نے حیرت زدہ لہجے  
میں کہا۔

"نہیں، ہماری سگی بہن تو نہیں ہے مگر اس  
کے ساتھ ظلم ہوا ہے اس لئے ہم اس ظلم کا  
خاتمہ کرنے آئے ہیں۔" اس بار چلو سک نے جواب دیا۔  
"تمہیں معلوم ہے کہ تم نے ہمارے کتنے دیو  
مار ڈالے ہیں اور تم جانتے ہو کہ تمہیں اس کی  
کیا سزا ملے گی؟" ڈمبالو نے خوفناک لہجے میں کہا۔  
"تم زیادہ سے زیادہ ہیں مار ڈالو گے بس۔ مگر  
یاد رکھنا کہ ہم آسانی سے مرنے والے نہیں ہیں۔"  
چلو سک نے اسے دھمکاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ابھی تم میں دم خم ہے۔ تم اتنے مختصر  
ہونے کے باوجود بہادر ہو۔ یہ قابل تعریف بات  
ہے؟" ڈمبالو نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

چلو سک چلو سک کی جب آنکھ کھلی تو انہوں  
نے اپنے آپ کو ایک کافی بڑے کمرے میں پڑا  
ہوا پایا۔ ان دونوں کے اٹھ ان کی پشت پر  
بندھے ہوئے تھے۔ وہ دونوں ہی ہوش میں آتے  
ہی اٹھکر بیٹھ گئے۔

ان کے سامنے ہی ڈمبالو ایک بڑی سی کرسی  
پر بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں لپسٹروں ابھی تک اس  
کے آنکھوں میں تھے۔  
"تم ہوش میں آگئے آدم زاد۔" ڈمبالو نے قد سے  
خوفناک لہجے میں کہا۔  
"ہاں ہم ہوش میں آگئے ہیں۔" چلو سک نے دانتوں  
سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

کے سامنے ناچ نہیں کیا۔ آج وہ ناچ کرنے والی ہے۔ کیا تم وہ ناچ دیکھو گے؟ ڈمبالو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہم کسی منگولوم لڑکی کو ناچتی نہیں دیکھ سکتے۔ بہتر یہی ہے کہ تم اس لڑکی کو ہمارے ساتھ بیچ دو۔ ہم تمہارے دوسرے معاملات میں دخل نہیں دیں گے۔ ورنہ دوسری صورت میں تم، تمہارا سردار، یہ جزیرہ اور تمام دیو ہلاک کر دیتے جائیں گے۔ چلوںک نے اسے دھمکاتے ہوئے کہا۔

”میں جانتا ہوں کہ تمہاری طاقت کا تمام راز ان مکڑیوں میں ہے۔ اگر تمہارے پاس کچھ اور ہوتا تو تم اس طرح بے بس نہ ہوتے۔ میں نے تمہیں صرف یہ پوچھنے کے لئے زندہ رکھا ہے کہ تم نے یہ مکڑیاں کہاں سے حاصل کی ہیں اور ان مکڑیوں سے خونخاک لہر کیسے نکلتی ہے۔“ ڈمبالو نے کہا۔

”تم اس بات کو زندگی بھر نہیں سمجھ سکتے اور تمہیں نہیں معلوم کہ ہمارے پاس اور کیا کیا ہے اس لئے تو ہم تمہیں کہہ رہے ہیں کہ اس لڑکی کو ہمارے ساتھ بیچ دو۔“ چلوںک نے کہا۔

”تم ڈمبالو تو نہیں ہو؟ اچانک چلوںک نے پوچھا۔

”ہاں! میزا نام ڈمبالو ہے۔ مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ ڈمبالو نے چونک کر پوچھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”میں بتایا گیا ہے کہ تمہاری ماں آدم زاد تھی؛ چلوںک نے کہا۔

”ہاں یہ درست ہے۔ مگر تمہیں یہ سب باتیں کیسے معلوم ہوئی؟ ڈمبالو نے اور بھی زیادہ حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”اس بات کو چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ آخر تم لوگ لڑکیوں کو یہاں لاکر کیا کرتے ہو؟“ چلوںک نے پوچھا۔

”ہمارے سردار بوساگا کو شوق ہے کہ دنیا کی حسین لڑکیاں اس کے محل میں موجود رہیں۔ وہ ان کا ناچ دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔“ ڈمبالو نے جواب دیا۔

”میں صرف ناچ دیکھنے کے لئے؟“ چلوںک نے پہلی بار حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں! بس ناچ دیکھ لیا۔ خدمت لے لی۔ جس لڑکی کی خاطر تم آتے ہو، اس نے ابھی تک بوساگا



ایسا ہونا ناممکن ہے۔ ڈمبالو نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ چلوک کوئی جواب دیتا ایک دیو اندر داخل ہوا۔

سردار نے آپ کو بلایا ہے اور کہا ہے کہ آدم زادوں کو بھی ہمراہ لے آئیں۔ دیو نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

سردار کیا کر رہے ہیں؟ ڈمبالو نے کرسی پر سے اٹھتے ہوئے کہا۔

سردار نئی لڑکی کا ناچ دیکھنے والے ہیں؟ دیو نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ ڈمبالو نے کہا۔

”آؤ آدم زادو! تم بھی اس لڑکی کا ناچ دیکھ لو جس کی خاطر تم یہاں آئے ہو۔ اس کے بعد ظاہر سے تم نے فرنا تو ہے ہی۔“ ڈمبالو نے کہا۔ اور آٹھے بڑھ کر اس نے ان دونوں کو گردنوں سے پکڑ کر اٹھایا۔

ڈمبالو انہیں لیکر مختلف کمروں سے گزرتا ہوا ایک کمرے میں داخل ہوا۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک لحیم لحیم

بے اختیار قبضہ نکلا اور پھر وہ چلو سک ٹوک سے  
مناظر ہو کر کہنے لگا۔

”دیکھو کیا یہ وہی لڑکی ہے جس کی خاطر تم  
آئے ہو۔ کاش تم بھی لڑکیاں ہوئیں تو میں تمہارا  
ناچ بھی دیکھتا۔ مجھے منگی آدم زاد لڑکیوں کا ناچ  
دیکھنے کا بے حد شوق ہے۔“

بوساگا! کیا تم نے ڈمبالو کی ماں کا منگا ناچ  
کبھی دیکھا ہے۔ وہ بھی تو آدم زاد تھی؟ اچانک  
چلو سک نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب؟ میری ماں تو مر چکی ہے اور اگر  
زندہ بھی ہوتی تب بھی میں اسے کیسے برداشت  
کر سکتا تھا کہ وہ منگی ہو کر ناپھے۔“ ڈمبالو نے  
اچانک غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

”تم جھوٹ بولتے ہو ڈمبالو! تمہاری ماں زندہ  
سے اور بوساگا نے اس کا منگا ناچ دیکھا ہے۔“  
چلو سک نے اسے اکساتے ہوئے کہا۔

”اگر دیکھ بھی لیا ہو تو کیا ہوا۔ میں سردار ہوں  
کس کی جرات ہے کہ وہ میرے سامنے بول سکے۔“  
اچانک بوساگا نے بیچ کر کہا۔ دراصل اسے ڈمبالو

دیو تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ ڈمبالو نے ان دونوں  
کو تخت کے سامنے زمین پر پہنچ دیا۔  
”سردار! یہ نئی لڑکی کو لینے آئے ہیں۔“ ڈمبالو  
نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”اچھا! اس لڑکی کو لینے، جس کا ناچ ہم ابھی  
دیکھنے والے ہیں۔“ بوساگا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا  
جواب دیتا۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک دیو شانو  
کو ہمراہ لئے اندر داخل ہوا۔ شانو کی حالت غیر تھی  
اس کے جسم پر کوڑوں کی

ضربوں کے نشان تھے۔ اور اسے لے آنے والے  
کے ہاتھ میں ایک کوڑا ابھی تک موجود تھا۔ آنے  
والے نے شانو کو تخت کے سامنے کھڑا کیا اور  
پھر زور سے کوڑا لہراتے ہوئے کہا۔

”ناچو! اس کے ساتھ ہی کوڑا لہراتا ہوا شانو  
کے نیگے جسم سے ٹکرایا اور شانو کے حلق سے بے اختیار  
بیچ بھل گئی اور وہ بے بسی سے ناپھنے کی کوشش  
کرنے لگی۔“

شانو کو ناچتی دیکھ کر بوساگا کے حلق سے

تھیک ہے میں تمہارا خادم ہوں مگر میری ماں؟  
 ڈبلاو نے دانت پھینتے ہوئے کہا۔  
 سسر ڈبلاو! تمہاری ماں آدم زاد معنی اس لحاظ سے  
 ہر آدم زاد عورت تمہاری ماں سے اور دیکھو اس  
 دانت ابھی ایک آدم زاد عورت بوساگا کے سامنے منگی  
 کھڑی ہے۔ کیا یہ تمہاری ماں نہیں ہے؟ کیا وہ  
 اس سے مختلف تھی؟ چلو سک نے بڑے طنزیہ لہجے  
 میں کہا۔

ہوں، تم واقعی ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تم نے  
 میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ ہر آدم زاد عورت میری  
 ماں ہے اور اب میں کسی آدم زاد عورت کو سردار  
 کے سامنے ننگا نہیں ناچنے دوں گا۔ ڈبلاو نے بڑبڑاتے

ہوئے کہا۔  
 ڈبلاو تمہاری یہ جرات، بوساگا نے اس کی بات  
 سُنکر غصے سے پھینتے ہوئے کہا۔

"ہاں بوساگا! تم ایک دیو ہو۔ مگر میں آدم زاد  
 عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا ہوں۔ میں یہ  
 برداشت نہیں کر سکتا۔ کبھی نہیں۔ ڈبلاو نے کہا اور  
 اس کے ساتھ ہی اس نے لپک کر شانو کو

کی بات بُری لگی تھی۔  
 "ہاں! واقعی ڈبلاو میں یہ جرات نہیں کیونکہ  
 یہ بے عزت ہے۔ اپنی ماں کو ننگا بچواتا ہے۔  
 چلو سک نے طنزیہ انداز میں کہا۔  
 "جو اس مت کرو۔ اگر تم نے دوسرا لفظ منہ  
 سے نکالا تو میں ابھی تمہاری گردن مروڑ دوں گا۔  
 میں بے عزت نہیں ہوں۔ کس میں یہ جرات ہے  
 کہ وہ میری ماں کو ننگا کرے۔ چاہے وہ سردار  
 ہی کیوں نہ ہو۔ ڈبلاو نے غصے سے پھینتے ہوئے  
 کہا اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے تھے اور  
 چلو سک دل ہی دل میں مسکرایا۔ اس کا اندازہ  
 بالکل درست نکلا تھا۔ اس نے یہ باتیں اس لئے  
 کی تھیں کہ اُسے معلوم تھا کہ ڈبلاو میں آدم زاد  
 کا خون شامل ہے اور آدم زادوں کے خون میں  
 غیرت ضرور ہوتی ہے۔ اور اس کا اندازہ درست  
 نکلا۔ ڈبلاو غیرت کھا گیا تھا۔  
 "جو اس مت کرو ڈبلاو! اپنی اوقات میں رہو۔ تم  
 میرے خادم ہو۔ بوساگا نے بھی جواب میں غصے سے  
 پھینتے ہوئے کہا۔

اٹھایا اور بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔  
 "پکڑو، ڈمبالو کو پکڑو۔ اسے قتل کر دو، بوساگا  
 بھی غصے کی شدت سے چیختا ہوا اس کے پیچھے  
 دوڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔"

"کمال کر دیا چلوک، تم نے ڈمبالو اور بوساگا  
 کو آپس میں لڑا دیا۔" ٹوٹک نے اس کے باہر جاتے  
 ہی کہا۔

"اس بات کو چھوڑو، میرے ہاتھ کھولو۔ میں نے  
 رسی ڈھیلی کر دی ہے۔" چلوک نے گھوم کر اپنے  
 ہاتھ ٹوٹک کی پشت پر بندھے ہوئے ہاتھوں  
 کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

ٹوٹک نے اپنی انگلیوں سے ٹٹول کر اس کے  
 ہاتھ پکڑے اور پھر ڈھیلی رسی کو کھولنے لگا۔ چند  
 لمحوں کی جدوجہد کے بعد ہی اس کے ہاتھ آزاد  
 ہو گئے اور پھر اس نے پھرتی سے ٹوٹک کے ہاتھ  
 بھی کھول دیئے۔

"آؤ میرے ساتھ۔ میں وہ لپتوں حاصل کرنے میں  
 چلوک نے کہا اور وہ دونوں بھاگتے ہوئے کمرے  
 سے باہر نکل آئے۔"

مختلف کمروں سے گزر کر وہ دونوں ایک برآمدے  
 میں پہنچے جہاں انہیں دور شور سا سنائی دیا اور  
 اس شور کی سمت بھاگنے لگے۔

پھر جیسے ہی وہ ایک راہداری کا موڑ مڑے  
 انہوں نے دیکھا کہ بیشمار دیوڑوں نے ڈمبالو کو محاصرہ  
 میں لے رکھا ہے۔ تمام دیوڑوں نے ہاتھوں میں نیزے  
 پکڑے ہوئے تھے۔ خانو بھی ان کے قریب ہی  
 کھڑی تھی اس کا چہرہ انتہائی خوفزدہ تھا۔

اسے درخت سے بانڈھ دو اور ان آدمیوں کو  
 لے آؤ۔ جن کی حمایت میں اس نے میرے سامنے  
 بولنے کی جرأت کی ہے۔ میں ان تینوں کے اپنے  
 ہاتھوں سے ٹکڑے کر دوں گا۔ بوساگا نے چیخ کر دیوڑوں  
 سے کہا اور چند دیو نیزے لہراتے ہوئے اس کمرے  
 کی طرف بھاگے جہاں چلوک ٹوٹک پہلے موجود تھے  
 باقی دیوڑوں نے بڑی پھرتی سے مضبوط رستوں کی  
 طرف سے ڈمبالو کو درخت سے بانڈھ دیا۔ ڈمبالو

سیکڑوں نیزوں کی وجہ سے بے بس ہو چکا تھا۔  
 چلوک ٹوٹک نے یہ منظر دیکھا تو وہ بھاگتے  
 ہوئے اس کمرے کی طرف بڑھے جہاں انہیں ہوش

چینج رہے تھے۔  
مجھے کھو جلدی ڈوباؤ نے چیخ کر کہا اور پھر  
دیوڑوں کے بھاگتے ہی چلوک ٹوک بھاگ کر اس  
کے پاس آئے اور چلوک نے اس کی رسیاں کھول  
دیں اور ڈوباؤ نے آزاد ہوتے ہی ایک دیو کے  
ہاتھ سے گرا ہوا نیزہ اٹھایا اور جنگل میں بھاگتا چلا  
گیا۔ چلوک نے ٹوک کو شانہ کے قریب رکھنے کا  
اشارہ کیا اور ڈوباؤ کے ساتھ بھاگا۔

پھر ڈوباؤ کا نیزہ اور چلوک کا پستول مسل  
کام کرنے لگے اور ان دونوں نے دیوڑوں کے  
کشتوں کے پٹتے لگا دیئے۔ باقی دیو خوفزدہ ہو کر  
سمندر میں کود گئے۔ جب تمام جزیرہ خالی ہو گیا تو  
ڈوباؤ اور چلوک واپس آئے۔

”تمہارا بے حد شکریہ دوستو! تم نے میری غیرت  
جگا دی۔ اب تک مجھے اس بات کا احساس ہی  
نہیں تھا۔ اب میں تمہارے ساتھ جاؤنگا اور مظلوم  
آدم زاروں کی مدد کرونگا اور ویسے بھی مجھے تمہاری  
دنیا دیکھنے کا بے حد شوق ہے۔“ ڈوباؤ نے احسان مندانہ  
پہچے میں کہا۔

آیا تھا۔ کرہ نزدیک ہی تھا۔  
کمرے میں داخل ہو کر انہوں نے ادھر ادھر  
دیکھا اور پھر انہیں ایک میز پر اپنے پستول پڑے  
نظر آگئے۔ انہوں نے جھپٹ کر پستول اٹھائے اور  
پھر بھاگتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئے۔  
دیو انہیں محل میں تلاش کرتے پھر سے تھے  
برساگا کو ان کے فرار کی اطلاع مل گئی مگر  
اس لئے وہ غصے کی شدت سے چینج رہا تھا۔  
”بھاگو۔ بھاگو۔ جانتے نہ پائیں۔“

ادھر چلوک ٹوک بھاگ کر ایک ستون کی  
اڑ میں چھپ گئے اور پھر چلوک نے پستول کا  
رخ برساکا کی طرف کیا جو ان کی طرف بڑھا چلا  
آ رہا تھا۔ اور ٹریگر دبا دیا۔ اس کے پستول سے  
شعاع نکل کر برساکا پر پڑی اور ایک دھماکے کے  
ساتھ اس کے جسم کے پارچے اڑ گئے۔

ٹوک نے اپنے پستول سے دوسرے دیوڑوں کو  
نشانہ بنانا شروع کر دیا اور دیوڑوں میں بھگدڑ  
پھیل گئی۔ وہ سب جان کے خوف سے جنگل میں  
بھاگتے چلے گئے۔ وہ خون کے مارے بڑی طرح

”ٹھیک ہے۔ ہمیں تمہاری دوستی قبول ہے۔ تم غیرت مند ہو اور غیرت مند بہادر ہوتے ہیں۔ چلوںک نے کہا۔

ڈمبالو نے شانو کو لباس پہنایا اور محل میں موجود دوسری آدم زاد عورتوں کو آزاد کر کے وہ سب اس لاپنج کی طرف آئے۔ اس بار چلوںک ٹوک کی لاپنج عورتوں سے بھری ہوئی تھی اور ڈمبالو بھی ان کے ساتھ تھا۔

”کیا اب تم مجھے ان لکڑیوں کا راز بتاؤ گے؟“ ڈمبالو نے راستے میں پوچھا۔

”اس طرح تمہاری سمجھ میں کچھ نہیں آئے گا۔ ہم تمہیں باقاعدہ سائنس پڑھائیں گے اور پھر تم سب کچھ سمجھ جاؤ گے۔ ویسے یہ بتا دوں کہ یہ لکڑیاں نہیں ہیں بلکہ انہیں پستول کہتے ہیں۔“ چلوںک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ڈمبالو! تم نے ہمارا جہاز نہیں دیکھا۔ اگر تم وہ دیکھ لیتے تو حیرت سے مر جاتے۔“ ٹوک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جہاز، وہ کیا چیز ہے؟“ ڈمبالو نے معصومیت





پچھن کیلئے دلچسپ اور خوبصورت ناول

## چلو سک ملو سک اور گلاب شہزادی

مصنفہ منظر تکلم ایم اے

قدیم شہر کی گلاب شہزادی کو جدید شہر کے شہزادے نے اغوا کر لیا۔

چلو سک ملو سک اور ڈمبالو نے گلاب شہزادی کو دلہن سے آنے کا فیصلہ کر لیا۔

ڈمبالو نے زندگی میں پہلی بار موٹر سائیکل دیکھا اور پھر وہ اُسے چلانے پر مجبور ہو گیا۔

موٹر سائیکلوں اور جینپوں کی خوفناک ریسیں۔

چلو سک ملو سک پر مسلسل ٹانگ ہورہی تھی اور وہ دونوں بے بسی سے

موت کا انتظار کر رہے تھے۔

انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ ناول

شانے ہو گیا ہے

آج ہر طالب علم کو پڑھنا چاہیے

یوسف براؤن پبلشرز، جیلرز پک گیٹ ملتان

سے پوچھا۔ اور اس کی معصومیت پر وہ دونوں  
کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

سب پتہ لگ جائے گا۔ صبر کرو۔ دونوں نے  
سننے ہوئے کہا۔

ویسے تمہارے یہ پیتول ہیں عجیب و غریب چیز  
اگر یہ نہ ہوتے تو بوساگا کبھی نہ مرنے لے۔ وہ بے انتہا  
طاقتور تھا۔ ڈمبالو نے جواب دیا۔

"ہاں! وہ سمندری دیو واقعی بے پناہ طاقتور تھا۔  
پہر حال میں خوشی ہے کہ ہم نے نہ صرف سمندری دیو  
کو ہرا کر دیا بلکہ ہمیں ایک دوست بھی مل گیا۔  
چلو سک نے تسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے صرف اس بات کی خوشی ہے کہ میں  
نے اپنی ماں کو تنگنا چھٹنے سے بچا لیا! ڈمبالو نے  
قریب بیٹھی شانو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور شانو  
نے شرم کے مارے سر جھکا دیا۔

ختم شد

## بچوں کے لئے دلچسپ ناول

عمرو اور شیطان جادوگر	عمرو کی موت
عمرو اور شہزادی راج ہنس	عمرو اور انکی شہزادی
عمرو اور وادی حیرت کا خزانہ	دیوانہ ٹارزن
عمرو اور خوبا پنجو جادوگر	بدروح کا دوست
ٹارزن اور خود بخوار مگر مچھ	بھوتوں کا ٹاپج
عمرو اور طلسمی واوی	سن موئی مینا
زم سہیلے لڑکے	بے وقوف شہزادہ
شعلہ پری	ٹارزن اور آگ دیوتا کے بچاری
ٹارزن پنجبرے میں	ہرکولیس اور آدم خور بن مائس
عمرو اور طلسمی جزیرہ	ہرکولیس موت کی واوی میں
عمرو اور شہزادی نیگین	عمرو قید میں
ہرکولیس اور خوفی گھوڑے	ٹارزن اور آدم خور قبیلہ
عمرو اور ناگ جادوگر	ٹارزن اور شکاری کتے
عمرو اور گنجا جلاو	ٹارزن اور خوفی بھیڑیے
ٹارزن اور یاگل شکاری	عمرو کی پٹانی

یوسف برادر - پاک گیٹ سلطان